16

# اسلام کو عزت اور تقویت صرف روحانیت اور محبتِ الٰہی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے

## جھوٹ، ظلم اور بدظنی سے بچو اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد ہمیشہ اپنے سامنے رکھو

(فرمودہ 6 جولائی 1951ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"شرعاً تو یہ جائز تھا کہ آج صرف عید کی نماز ادا کی جاتی اور جمعہ کی نماز چھوڑ دی جاتی کیونکہ جب عید اور جمعہ دونوں اکٹھے ہو جائیں تو یہ جائز ہوتا ہے کہ جمعہ کی بجائے صرف عید کی نماز ادا کر لی جائے۔ مگر جمعہ اپنی ذات میں بڑا مقدس دن ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اور علماءِ امت نے جمعہ کو عیدین پر فضیلت دی ہے کیونکہ عیدین کا ذکر احادیث میں آتا ہے لیکن جمعہ کے متعلق قرآن کریم میں احکام دیئے گئے ہیں۔ بلکہ اسے فرض قرار دیا گیا ہے اور اس نام کی ایک سورۃ اتاری گئی ہے اس لیے افضل یہی ہے کہ جمعہ کو حسبِ قاعدہ ادا کیا جائے۔ لیکن لازمی طور پر جب یہ دونوں تقاریب اکٹھی ہو جائیں تو خطبہ اختصار کے ساتھ پڑھا جائے گا تا سننے والوں پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

میں نے خطبہ عید میں بیان کیا تھا کہ عیدین جہاں ہمارے لیے خوشی کا پیغام لاتی ہیں

وہاں وہ ہمارے زخموں کو بھی ہرا کر دیتی ہیں۔ یہ ہمیں اسلام کے وہ شاندار ایام یاد دلاتی ہیں جب وہ ساری دنیا پر قابض تھا۔ جب ایک اکیلا مسلمان دنیا کی حکومتوں اور اس کی سیاسیات پر بھاری تھا۔ جب کسی مسلمان کو چھیڑنا یا اُسے دِق کرنا خواہ وہ دنیا کے ایک دور کنارے پر ہوا ایسا ہی تھا جیسے ایک نہتہ انسان شیر کی کچھار میں منہ ڈال دے۔ لیکن آج مسلمان کی عزت اور اس کا ناموس ایک فٹبال کی طرح ہے جو چاہتا ہے اسے ٹُھڈّ امار دیتا ہے اور جہاں چاہے اسے پھینک دیتا ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے اِس کا یہ علاج سمجھ رکھا ہے کہ وہ سیاسی طور پر منظّم ہو جائیں اور وہ یہ عظیم الشان نکتہ بھول گئے ہیں کہ اسلام کو عزت اور تقویت سیاسی تنظیم سے نہیں بلکہ روحانیت اور محبتِ الٰہی سے ملی تھی۔ جس نسخہ کو وہ ایک دفعہ آزما چکا تھا اس کا کام تھا کہ وہ دوبارہ اُسی کو آزماتا لیکن وہ سارے نسخے استعمال کرتا ہے اور وہی نسخہ استعمال نہیں کرتا جس کو وہ پہلے آزما چکا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک جاہل سے جاہل عورت، ایک جاہل سے جاہل زمیندار جس کو نہ طبّ سے کوئی واسطہ ہوتا ہے اور نہ ڈاکٹری کا علم ہوتا اُس کو کبھی کھانسی ہوئی ہوتی ہے اور کسی واقف یا حکیم کا کوئی نسخہ اُس نے استعمال کیا ہوتا ہے جس سے اُسے آرام آ گیا، اُس کو کبھی بخار آ جاتا ہے یا دست آنے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کسی کا بتایا ہوا نسخہ استعمال کرتا ہے اور وہ اسے فائدہ دے دیتا ہے تو جب وہ کوئی ویسا ہی مریض دیکھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ایک بڑا ماہر طبیب اور قابل ڈاکٹر سمجھ کر اور ویسی ہی شکل بنا کر سر ہلاتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے پوچھو۔ اسے لسوڑھیاں، ملٹھی اور بنفشہ ابال کر پلاؤ یا چرائتا 1 کا پانی ابال کر رکھ لو اور اسے تھوڑا تھوڑا پلا دیا کرو۔ پہلے نسخہ سے کھانسی دور ہو جائے گی اور دوسرے نسخہ سے بخار اُتر جائے گا۔ اِسی طرح خواہ ایک ماہر طبیب علاج کر رہا ہو ایک بڑھیا کہے گی میری سنو! اسے فلاں چیز دو اسے فوراً آرام آ جائے گا۔ اِس میں راز صرف یہی ہوتا ہے کہ دس بارہ سال پہلے اُس نے وہ نسخہ استعمال کیا تھا اور اُسے آرام آ گیا تھا۔ وہ اپنے تجربہ کی بناء پر جب کوئی ویسا ہی مریض دیکھتی ہے تو وہ نسخہ لے کر بیٹھ جاتی ہے اور کہتی ہے یہ ڈاکٹر جاہل ہیں، یہ طبیب فضول ہیں۔ انہیں کیا آتا ہے؟ تم میری سنو اور اسے لسوڑھیاں، ملٹھی اور بنفشہ ابال کر دو اسے آرام آ جائے گا۔ وہ بڑھیا اپنے ایک دفعہ کے آزمائے ہوئے نسخہ کو جو ایک حقیر آزمائش ہوتی ہے اور ایک فرد کی آزمائش ہوتی ہے اور پھر وہ ایک ایسے امر کے متعلق ہوتی ہے جس میں اتفاقی طور پر بھی مریض کثرت سے اچھے ہوتے ہیں اِتنی اہمیت دے دیتی ہے۔ اطباء کا خیال ہے کہ ستّر فیصدی امراض

خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں اور تیس فیصدی امراض ایسی ہوتی ہیں جو علاج کی محتاج ہوتی ہیں مگر وہ بڑھیا ان سب اتفاقات کو بھول جاتی ہے۔ پھر وہاں تو یہ سوال بھی ہوگا کہ دونوں مریضوں کی شکل ایک ہو، اُن کے کوائف اور حالات ایک جیسے ہوں مگر یہاں تو شکل بھی ایک ہے۔ جس قوم کے ساتھ تمہارا معاملہ ہے اُس کی بیماری، اس کے کوائف اور حالات وہی ہیں جن سے تمہارا واسطہ پڑ چکا ہے۔ ساری کی ساری باتیں وہی ہیں لیکن ایک مسلمان نہیں آزماتا تو اُسی نسخہ کو نہیں آزماتا جس سے اُسے ایک دفعہ پہلے شفا ہو چکی ہے۔

پھر دوسروں کا کیا رونا ہے؟ تمہاری اپنی بھی یہی حالت ہے کہ تم میں اور دوسرے مسلمانوں میں یہ فرق ہے کہ تم میں خدا تعالیٰ کا ایک مامور آیا ہے جس نے تمہیں تمہاری غلطیوں پر ہوشیار کیا ہے لیکن دوسروں کے مصائب برداشت کرنے کا کیا فائدہ جبکہ تم اِس مقصد کو پورا نہیں کرتے جس کے لیے تم اس دنیا میں پیدا کیے گئے ہو۔ تم نے اقرار کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے لیکن کہاں ہے وہ دین جس کو تم دنیا پر مقدم رکھتے ہو؟ اور کہاں ہے وہ دنیا جس کو تم دین سے پیچھے کرتے ہو؟ تم میں سے بعض کی دنیا دین سے آگے نظر آتی ہے۔ جب تک تم اِس روح کو کچل نہیں ڈالتے، جب تک تم اِس چوغہ کو اتار نہیں پھینکتے، جب تک تم وہی نسخہ استعمال نہیں کرتے جو تم پہلے آزما چکے ہو تم یہ اُمید نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ تم پر اپنا وہ خاص فضل نازل کرے گا جس کا قرآن کریم نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے، جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔

میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کمانا چھوڑ دو۔ صحابہؓ بھی دنیا کے کام کرتے تھے لیکن وہ دنیا کو دین کے مقابلہ پر رکھ کر دیکھتے تھے اور جہاں وہ دنیا کو دین پر مقدم دیکھتے تھے اُسے چھوڑ دیتے تھے اور دین کو اُس پر ترجیح دیتے تھے۔ مثلاً دنیا کہتی ہے کہ تم تھوڑا سا جھوٹ بول لو تو گاہک قابو آ جائے گا لیکن دین کہتا ہے کہ جس کام کا زیادہ کرنا گناہ ہے اُس کا تھوڑا کرنا بھی گناہ ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ اگر انگلی کے ساتھ پاخانہ لگا کر کھا لو تو وہ گند نہیں؟ یا یہ کہ تم پاٹ بھر کر پیشاب پی لو تو وہ گند ہے لیکن ایک گھونٹ پیشاب پی لو تو وہ گند نہیں؟ تم جھوٹ خواہ پہاڑ کے برابر بولو یا چیونٹی کے پاؤں کے برابر وہ گند کا گند ہے۔ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے گا۔ ظلم خواہ پہاڑ کے برابر ہو یا سرخ چیونٹی کے پاؤں یا اس کی

مونچھ کے برابر ہو وہ ظلم ہے۔ اور ظلم ایک گند ہے۔ کسی کی بدگوئی کرنا، بدظنی کرنا، فتنہ پردازی بلکہ اپنے حق پر اتنا اصرار کرنا جس سے قوم میں فتنہ پیدا ہو یہ بھی گناہ ہے۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں نے میرے دو پیسے دینے تھے اس لیے میں نے ایسا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کہے گا تم نے دو پیسے کی خاطر قوم کا بیڑا غرق کر دیا جاؤ جہنم میں۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ میرا حق تھا ایسا کرتا۔ خدا کہے گا تم نے اپنے حق کو اس فتنہ کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھ لیا ہوتا تو تم اس پر اتنا اصرار نہ کرتے۔ گویا ظلم تو الگ رہا اپنے حق پر اتنا اصرار کرنا جو فتنہ کا موجب ہو وہ بھی برائی ہے۔ جب تک تم اس ذہنیت کو بدلتے نہیں تنظیم قائم نہیں ہو سکتی"۔

(الفضل 14/اگست 1962ء)

---

1: **چِرائتا:** ایک قسم کی کڑوی لکڑیاں جو مصفّٰی خون ہوتی ہیں۔ (فیروز اللغات اردو جامع فیروز سنز لاہور)